سوال

کیا غلبہ نیند کی وجہ سے نماز فجر کو موخر کرنے کی عادت بنا لینا جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو شخص رات کو بیدار رہتا ہے اور نماز فجر وقت ختم ہو جانے کے بعد پڑھتا ہے تو کیا اس کی نماز قبول ہو جاتی ہے؟ دیگر نمازیں، جنہیں وہ وقت پر ادا کرتا ہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز فجر جسے وہ وقت سے مؤخر کر کے ادا کرتا ہے، جب کہ اسے وقت پر ادا کرنا اس کے لیے ممکن ہے کیونکہ اگر وہ چاہے تو رات کو جلد سو سکتا ہے، اس کی یہ نماز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آدمی جب نماز کو بغیر عذر کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَن عَمِلَ عَمَلاً لَيسَ عَلَيهِ اَمرُنَا فَهُوَرَدٌّ)) (صحيح مسلم، الاقضية باب نقض الاحكام الباطلة ح: ۱۸،۱۷۱۸۔)

''جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

جو شخص جان بوجھ کر بلا عذر نماز کو وقت سے مؤخر کرتا ہے تو وہ ایک ایسا عمل کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا ہے، لہٰذا وہ مردود ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ میں نماز فجر کے وقت سویا ہوتا ہوں اور سوئے ہوئے شخص کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَن نَامَ عَن صَلَاةٍ اَو نسيها فليصلها اذا ذكرها لَاكَفَارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ)) (صحيح البخاري، المواقيت باب من نسى صلاة فليصل اذا ذكر، ح: ۵۹۷ وصحيح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة، ح: ۶۸۴ (۳۱۵) واللفظ له۔)

''جو شخص کسی نماز کے وقت سو جائے یا کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت اس کو ادا کر لے اس کے علاوہ اس اور کوئی کفارہ نہیں۔''

تو ہم کہیں گے اس کے لیے ممکن تھا کہ جلد سو جاتا تاکہ جلد بیدار ہوتا یا اپنے پاس الارم لگا کر گھڑی رکھ لیتا یا کسی کو کہہ دیتا کہ وہ اسے بیدار کر دے، لہٰذا اس کا نماز کو مؤخر کرنا اور وقت پر ادا نہ کرنا، نماز کو عملاً مؤخر کرنا قرار پائے گا، اس بنیاد پر یہ نماز قبول نہ ہوگی۔ باقی نمازیں جنہیں وہ وقت پر ادا کرتا ہے وہ قبول ہوں گی۔ اس مناسبت سے میں یہاں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مسلمان کے لیے واجب ہے کہ وہ عبادت اس طرح کرے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے کیونکہ دنیا کی اس زندگی میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ

نہیں جانتا کہ اسے کب موت آجائے اور کس وقت وہ عالم آخرت اور دار جزا کی طرف سدھار جائے جہاں کوئی عمل نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃٍ : صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ، اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُولَہُ)) (صحیح مسلم، الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ ح : ۱۶۳۱، (۱۴)۔)

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین چیزوں کے سوا اس کے دیگر اعمال منقطع ہو جاتے ہیں : صدقہ جاریہ، علم، جس کے ساتھ نفع حاصل کیا جا رہا ہو یا نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل : صفحہ 236